© rasailojaraid.com

سید جلال الدین عمری

آداب طعام اور ان کی معنویت

قرآن و سنت کی روشنی میں

(۲)

دو دو کھجوریں ایک ساتھ نہ کھائی جائیں

کھجور اہلِ عرب کی غذا میں شامل تھی۔ ہدایت ہے کہ اس کے کھانے میں ساتھیوں کا خیال رکھا جائے۔ یہ نہ ہو کہ سب تو ایک ایک کھجور کھائیں اور ان ہی میں کا ایک فرد دو دو کھجور کھاتا چلا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے۔

نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقرن الرجل بین التمرتین جمیعا حتیٰ یستاذن اصحابہ۔[۲]	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی ایک ساتھ دو دو کھجور ملا کر کھائے جب تک کہ اس کے ساتھی اسے اس کی اجازت نہ دے دیں۔

حدیث میں قرآن کا لفظ آیا ہے۔ اس کے معنی جوڑنے اور ملانے کے ہیں یہاں دو دو کھجور ملا کر کھانے کا ذکر ہے۔ ساتھیوں کی اجازت کے بغیر اس طرح کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہی حکم ان تمام پھلوں اور میووں کا ہوگا جو ایک لقمہ میں دو دو کھائے جا سکتے ہیں۔ جیسے تخم بادام مغز اخروٹ اور منقہ وغیرہ[۳]

---

[۱] فتح الباری: ۹/ ۵۷۹

[۲] بخاری، کتاب الشرکۃ، باب القران فی التمر بین الشرکاء حتی یستاذن اصحابہ۔ مسلم، کتاب الاشربہ، باب نہی الاکل مع جماعۃ عن قران تمرتین ونحوہما فی لقمۃ الا باذن اصحابہ۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ کہ ساتھیوں کی اجازت ہو تو دو دو کھجور کھائے بھی جا سکتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ہے لیکن یہ اور اسی طرح کی دوسری روایات میں صراحت ہے کہ یہ جملہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہی کا حصہ ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ فتح الباری: ۹/ ۵۷۰-۵۷۱۔

[۳] ملاحظہ ہو۔ فتح الباری: ۹/ ۵۷۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام خطابی فرماتے ہیں کہ اس ممانعت کے پیچھے جو مقصد کارفرما ہے اور جو علت موجود ہے وہ سمجھ میں آرہی ہے۔ وہ یہ کہ اس کا تعلق اس وقت کی خاص صورتِ حال سے ہے۔ لوگ معاشی تنگی اور غذائی قلت سے دوچار تھے۔ غذائیں بہت کم تھیں لیکن ایثار کا جذبہ موجود تھا۔ تھوڑے سے کھانے میں بھی وہ دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔ بعض اوقات کھانا بہت تھوڑا ہوتا اور مجلس میں ایسے افراد بھی ہوتے جو سخت بھوک سے دوچار ہوتے۔ وہ اس خیال سے کہ ان کی گرسنگی دور ہونے سے پہلے ہی کہیں کھانا ختم نہ ہوجائے دو دو کھجور ملا کر کھانے اور بڑے بڑے لقمے لینے لگتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں یہ ادب بتایا کہ ساتھیوں کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کیا جائے تاکہ انھیں ناگواری نہ ہو اور وہ یہ محسوس نہ کریں کہ آدمی خود کو دوسروں پر ترجیح دے رہا ہے۔ لیکن آج یہ صورت حال نہیں ہے اب وسعت اور فراخی حاصل ہے۔ لوگ جب جمع ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو کھانے کی ترغیب دیتے اور آمادہ کرتے ہیں، اس لیے اب اجازت کی ضرورت نہیں رہی۔ ہاں اگر کبھی عسرت اور تنگی کی پہلی سی صورت حال پیدا ہوجائے تو پھر یہی حکم عود کر آئے گا۔[1]

امام نووی نے اس خیال سے اختلاف کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اس کا تعلق مخصوص حالات سے تھا۔ اگر یہ بات ثابت بھی ہوجائے تو حدیث کے الفاظ عام ہیں اس لیے حکم بھی کسی دور کے لیے مخصوص نہ ہوگا بلکہ ہر دور کے لیے ہوگا۔ البتہ حدیث میں حرکت سے منع کیا گیا ہے اس کی نوعیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اہلِ ظاہر کے نزدیک اس سے حرمت نکلتی ہے۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں اس میں ایک ادب اور تہذیب کی تعلیم دی گئی ہے اس کی خلاف ورزی مکروہ ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں اس معاملہ میں کس قدر تفصیل کی ضرورت ہے۔

اگر کھانے کی چیز مشترک ہو تو قران حرام ہے۔ الّا یہ کہ سب کی رضامندی حاصل ہو۔ یہ صراحتاً بھی ہوسکتی ہے اور اس کا اظہار حالات و قرائن اور بے تکلفی اور محبت کے انداز سے بھی ہوسکتا ہے۔ بہرحال آدمی کو یقین یا ظن حاصل ہونا چاہیے کہ کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہے اور سب ہی کی طرف سے اجازت ہے۔ اگر کھانا اہل مجلس ہی میں سے کسی کی طرف سے ہو تو اس کی اجازت ضروری ہے۔ اسی طرح اہل مجلس کے علاوہ باہر کے کسی شخص کی طرف سے ہو تو اس کی اجازت چاہیے البتہ جس کا کھانا ہے اس کے لیے قران ناجائز نہ ہوگا۔ کھانا کم ہو تو قران نہیں ہونا چاہیے تاکہ سب ہی برابر فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر زیادہ ہو کہ کھانے کے بعد بچ بھی سکتا ہو تو قران میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کھانے میں ادب کا تقاضا یہ ہے کہ حرص و ہوس کا مظاہرہ نہ ہو۔ ہاں اگر جلدی ہو یا کوئی ضروری کام درپیش ہو تو قران ہو

---

[1] خطابی معالم السنن: ۴/۲۵۵-۲۵۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سکتا ہے[1]

حقیقت یہ ہے کہ حدیث کا ایک قانونی پہلو بھی ہے اور یہ ادب و اخلاق کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔ کھانے کی کوئی چیز مشترک ہو تو اسے عملاً سب کے درمیان مساوی تقسیم ہونا چاہیئے۔ آدمی کو ایسا رویہ نہیں اختیار کرنا چاہیے جس سے دوسرے کا حق مارا جائے یہ اس کے لیے ناجائز ہوگا۔ وہ اپنے حق سے زیادہ استفادہ اسی وقت کر سکتا ہے جب کہ شرکاء مجلس کی طرف سے اس کی اجازت حاصل ہو۔ یہ قانونی پہلو ہے لیکن جہاں بے تکلفی کی مجلس ہو، کھانے کی چیزیں فراوانی سے موجود ہوں، کسی کا حصہ متعین نہ ہو بلکہ ہر ایک کو حسب خواہش کھانے کی اجازت ہو وہاں یہ قانونی بحث نہیں پیدا ہوتی۔ لیکن آداب مجلس کا خیال رکھنا ہوگا۔ کھانے میں بے صبری، حرص اور لالچ کا مظاہرہ آدمی کے وقار کو مجروح کرتا ہے، ساتھیوں کی نگاہ میں اس کی قدر و قیمت کم ہوتی ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ اس کے قانونی اور اخلاقی پہلوؤں کے علاوہ ایک طبی پہلو کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ دو دو کھجور کھانے میں، جب کہ ان میں گٹھلی موجود ہو آدمی احتیاط کے ساتھ چبا نہیں سکتا، اس سے مسوڑھوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے اس کے برخلاف ایک کھجور ہو تو اس کا اندیشہ کم ہو جاتا ہے[2]

کھانے کے بعد وضو

حدیث میں کھانے کے بعد بھی وضو کا ذکر ہے۔ اس ذیل میں ایک سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ کیا پکی ہوئی غذاؤں کے استعمال سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کا تعلق بڑی حد تک صفائی ستھرائی سے بھی ہے اس لیے اس پر یہاں کسی قدر تفصیل سے بحث کی جا رہی ہے۔ اس مسئلہ میں روایات چونکہ مختلف ہیں اس وجہ سے علماء کے درمیان رایوں کا اختلاف بھی ہے[3]

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی غذا کے استعمال کے بعد وضو ضروری ہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں :-

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الوضوء مما مست النار[4]	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس چیز کو آگ نے مس کیا ہو (جو اس پر پکی ہو) اس کے کھانے سے وضو (ضروری) ہے۔

---

[1] نووی: شرح مسلم جلد ۵ جزو ۱۳ ص ۲۲۸ - ۲۲۹ [2] حجۃ اللہ البالغہ ۱۸۷/۲

[3] امام مسلم نے اس موضوع سے متعلق مختلف روایات جو ان کی شرائط پر پوری اترتی تھیں اپنی صحیح میں جمع کر دی ہیں۔ ملاحظہ ہو صحیح مسلم، کتاب الحیض۔

[4] مسلم، کتاب الحیض، باب الوضوء مما مست النار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

توضئوا مما مست النار[1] — جس چیز کو آگ نے مَس کیا ہو اس کے استعمال کے بعد وضو کرو۔

یہی حدیث ان ہی الفاظ کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے[2]

ان احادیث کی بنا پر حضرت عمر بن عبد العزیز، حضرت حسن بصری، امام زہری وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے[3]

بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کھانے کے بعد پہلے وضو ہی سے نماز پڑھی دوبارہ وضو نہیں فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ آپ نے بکری کا شانہ تناول فرمایا۔ اس کے بعد نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا[4]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہی کی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کپڑے ٹھیک کر کے نماز کے لیے نکلے کہ اتنے میں گوشت اور روٹی کا تحفہ پیش ہوا اس سے تین لقمے آپ نے لیے پھر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی لیکن پانی کو ہاتھ نہیں لگایا۔

ام المومنین حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر شانہ کا گوشت کھایا۔ اس کے بعد نماز پڑھی لیکن وضو نہیں فرمایا[5]

---

۱ حوالہ سابق

۲ حوالہ سابق۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جو چیز اللہ کی کتاب میں حلال ہے کیا اس کے کھانے پر مجھے اس لیے وضو کرنا ہوگا کہ وہ آگ پر پکی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے اس کے جواب میں اپنے ہاتھ میں کنکر لیے اور فرمایا میں ان کی تعداد کے برابر گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز آگ پر پکے اس کے کھانے کے بعد وضو کرو۔ نسائی کتاب الطہارۃ۔ باب الوضوء مما غیرت النار۔

۳ نووی، شرح مسلم، ج ۲ جزء ۴ ص ۴۳۔

۴ مسلم، کتاب الحیض، باب الوضوء مما مست النار۔ ابوداؤد، کی روایت میں ہے کہ گوشت کھانے کے بعد کمبل سے جو آپ کے نیچے تھا۔ ہاتھ صاف کیا اور نماز پڑھی۔ کتاب الطہارہ، باب فی ترک الوضوء مما مست النار۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے پانی استعمال نہیں فرمایا اور کپڑے سے ہاتھ صاف فرمایا۔ جن روایتوں میں پانی کے عدم استعمال کا ذکر ہے جیسا کہ عرض کیا جا چکا انہیں اسی پر محمول کرنا چاہیئے کہ ہاتھ زیادہ آلودہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے پانی کی ضرورت نہیں محسوس فرمائی ۵ مسلم، کتاب الحیض، باب الوضوء مما مست النار۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت ابو رافع رضؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کلیجی بھونا کرتا۔ آپ اس کو کھا کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں فرماتے تھے[1]

علامہ بغوی فرماتے ہیں خلفائے راشدین، صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے اکثر اصحاب علم کی یہی رائے ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو لازم نہیں آتا[2]

علامہ نووی کے بقول سلف و خلف کے علماء کی اکثریت اسی مسلک کی قائل ہے۔ انہوں نے اس کے قائلین میں خلفاء راشدین کے ساتھ بعض اور اکابر کا بھی نام لیا ہے ان میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ بھی ہیں۔ جنہوں نے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کی حدیث روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہی جمہور تابعین، ائمہ اربعہ، اسحٰق بن راہویہ، یحییٰ بن یحییٰ، ابو ثور وغیرہ کی بھی رائے ہے[3]

جن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے ان کا جواب جمہور نے یہ دیا ہے کہ یہ منسوخ ہے۔ اس کا ثبوت خود احادیث سے ملتا ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔

کان آخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء مما غیرت النار[4]	آپ نے (وضو کیا بھی، نہیں بھی کیا، لیکن ان) دونوں میں آپ کا آخری عمل (اس چیز کے کھانے سے) وضو نہ کرنا ہے جس کی شکل آگ نے بدل دی ہو۔

اس سے صاف واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں تو پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم دیا تھا لیکن بعد میں اسے ضروری نہیں قرار دیا۔ اب یہ اجازت ہے کہ آدمی چاہے وضو کرے یا نہ کرے۔ اس کے

---

[1] حوالہ سابق [2] حوالہ سابق [3] بغوی: شرح السنۃ: ۱/۳۴۷

[4] نووی: شرح مسلم ج ۲ جز ۴ ص ۴۳

[5] ابوداؤد، کتاب الطہارہ، باب فی ترک الوضوء مما مست النار۔ نسائی، کتاب الطہارہ، باب ترک الوضوء مما غیرت النار۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں یہ مختصر روایت ہے تفصیل دوسری روایت میں اس طرح بیان ہوئی ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں نے گوشت اور روٹی پیش کی۔ آپ نے تناول فرمائی۔ پھر پانی طلب کیا، وضو فرمایا اور ظہر کی نماز ادا کی پھر جو کھانا رہ گیا تھا وہ طلب فرمایا اس بعد نماز پڑھی لیکن وضو نہیں فرمایا۔ ابوداؤد حوالہ سابق۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پہلے وضو ضروری قرار دیا گیا تھا بعد میں ضروری نہیں رہا۔ بلکہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اس میں دو طرح کے عمل آپ سے دیکھے گئے سا آپ نے کھانے کے بعد پہلی مرتبہ وضو فرمایا، دوسری مرتبہ وضو نہیں فرمایا اسے ایک ہی واقعہ ماننے کے بعد یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ پہلی مرتبہ آپ نے وضو اس لیے فرمایا کہ وضو نہیں تھا۔ دوسری مرتبہ وضو اس لیے نہیں فرمایا کہ پہلے سے وضو تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے وضو یہ بتانے کے لیے کیا ہو کہ یہ مستحب ہے۔ دوسری مرتبہ وضو نہ کرکے یہ بتایا کہ وضو ضروری نہیں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلاف بھی ایک روایت ہے جس میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ کا آخری حکم کھانے کے بعد وضو کا تھا لیکن اس کے مقابلہ میں حضرت جابرؓ کی روایت زیادہ صحیح ہے اس لیے اسے ترجیح دی گئی ہے[1]

دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وضو سے یہاں لغوی وضو مراد ہے شرعی وضو نہیں۔ لغت میں منہ ہاتھ دھونے کو وضو کہا جاتا ہے[2]۔ اسی معنی میں حضرت قتادہ کا قول ہے۔

من غسل یدیہ فقد توضأ[3] — جس نے اپنے دونوں ہاتھ دھو لیے اس نے وضو کر لیا۔

بیضاوی کہتے ہیں لغت میں وضو کے معنی نظافت کے ہیں۔ اس میں محض اعضاء کا دھونا اور پاک صاف کرنا آتا ہے۔ شریعت میں اس کا ایک خاص مفہوم ہے۔ جن احادیث میں کھانے کے بعد وضو کا حکم ہے ان میں ہاتھ کا دھونا مراد ہے تاکہ جو چکنائی لگی ہے وہ ختم ہو جائے[4]۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں جو اختلاف تھا وہ دور اول میں تھا۔ بعد میں اجماع ہو گیا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو لازم نہیں آتا[5]۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بکری کے گوشت اور اونٹ کے گوشت کے استعمال میں فرق ہے۔
حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا بکری کا گوشت کھانے کے بعد ہم وضو کریں؟ آپ نے فرمایا تمہارا جی چاہے وضو کرو، جی چاہے نہ کرو۔ پھر اس نے سوال کیا کہ کیا اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کیا جائے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرو[6]۔

اسی مفہوم کی ایک اور روایت حضرت براء بن عازبؓ سے بھی آتی ہے[7]۔

---

[1] حضرت عائشہ کی روایت کے جواب میں ایک بات یہ بھی کہی جا سکتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی جن روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہیں فرمایا، ان کو ناسخ سمجھا جائے گا، اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا شمار اصاغر صحابہ میں ہوتا ہے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت آپ کی زندگی کے آخری دور میں حاصل ہوئی ان کی روایت آپ کے آخری عمل کی روایت ہے۔ لیکن یہ کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے اس لیے کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ ان میں سے کون سی روایت مقدم ہے اور کون سی مؤخر اس کے لیے محض صحابی کا بعد میں فیض اٹھانا کافی نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو۔ مناوی: فیض القدیر: ۳/۲، ۲۷۵

[2] نووی: شرح مسلم ج ۲ جزء ۴ ص ۴۳ [3] بغوی: شرح السنۃ: ۱/۳۵۰

[4] مناوی: فیض القدیر: ۳/۲، ۲۷۵ [5] نووی: شرح مسلم ج ۲ جزء ۴ ص ۴۳

[6] مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من لحوم الابل [7] ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من لحوم الابل۔ ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی الوضوء من لحوم الابل۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جمہور کی رائے اونٹ کے گوشت کے بارے میں بھی یہی ہے کہ اس کے استعمال سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہاں وضو سے مراد منہ اور ہاتھ کا دھونا ہے۔ اونٹ کے گوشت کا خاص طور پر اس لیے ذکر کیا گیا کہ اس میں زیادہ چکنائی ہوتی ہے۔ لیکن مذکورہ بالا احادیث کی بنیاد پر امام احمدؒ، اسحاق بن راہویہ اور بعض اصحاب کے نزدیک بکری اور اونٹ کے گوشت میں فرق ہے۔ بکری کے گوشت سے تو وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اونٹ کے گوشت سے ٹوٹ جاتا ہے[1] امام نووی فرماتے ہیں۔

المذهب اقوى دليلا وان كان الجمهور على خلافه۔	یہ مسلک دلیل کے لحاظ سے زیادہ قوی ہے گو کہ جمہور کی رائے اس کے خلاف ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ حضرت جابرؓ کی روایت جس میں کہا گیا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ نے وضو نہیں کیا، اس سے ایک عام حکم نکلتا ہے جب کہ یہاں خاص طور پر اونٹ کے گوشت کے بارے میں ایک بات کہی گئی ہے۔ خاص حکم عام حکم پر ہمیشہ مقدم ہوتا ہے[2]

متاخرین میں قاضی شوکانی ان حضرات کے ہم خیال ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ نماز کے لیے از سر نو وضو کرنا ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ حکم قولی احادیث سے ثابت ہے۔ یعنی آپ نے یہ فرمایا ہے کہ وضو کرو۔ اس کے برعکس جن احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وضو ضروری نہیں ہے وہ فعلی احادیث ہیں۔ یعنی آپ کے عمل سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ قولی و عملی احادیث میں تعارض ہو تو قولی احادیث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ اس سے صرف بکری کا گوشت مستثنیٰ ہوگا۔ اس لیے کہ اس کے بارے میں صریح روایات موجود ہیں۔ باقی رہا یہ کہنا کہ وضو سے منہ ہاتھ دھونا مراد ہے۔ بالکل غلط ہے اس لیے کہ وضو ایک شرعی اصطلاح ہے۔ اس کا مطلب وہی ہے جو شریعت نے بتایا ہے۔ منہ ہاتھ دھونے کو وضو نہیں کہا جاتا[3]

اس سلسلہ کی ایک رائے یہ ہے کہ پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو مستحب ہے ضروری نہیں ہے۔ اس طرح جن احادیث میں وضو کا حکم ہے اور جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے وضو نہیں کیا ہے تطبیق پیدا ہو جاتی ہے۔ علامہ خطابی کی یہی رائے ہے۔ وہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی ایک روایت کے ذیل میں، جس میں عدم وضو کا ذکر ہے، فرماتے ہیں۔

وفى الخبر دليل على ان الامر بالوضوء مما غيرت النار استحباب لا امر ايجاب[4]	حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس چیز کی ہیئت آگ نے بدل دی ہو اس کے کھانے کے بعد وضو کا حکم استحباب کے لیے ہے وجوب کے لیے نہیں ہے

---

[1] بغوی: شرح السنۃ، ۱/۳۴۹-۳۵۰ [2] نووی: شرح مسلم ج ۲ جزء ۴ ص ۴۹

[3] نیل الاوطار: ۱/۲۵۲-۲۵۳۔ نیز ملاحظہ ہو ص ۲۶۲ [4] معالم السنن، ۱/۶۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی رائے مجد الدین عبدالسلام ابن تیمیہ کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

هذه النصوص انما تنفي الايجاب لا الاستحباب ولهذا قال للذي سأله أنتوضأ من لحوم الغنم قال ان شئت فتوضأ وان شئت فلا تتوضأ ولولا ان الوضوء من ذلك مستحب لما اذن فيه لانه اسراف وتضييع للماء بغير فائدة[1]

ان نصوص سے وجوب کی نفی ہوتی ہے، استحباب کی نہیں اسی لیے آپ نے اس شخص کو جس نے سوال کیا کہ بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ جواب دیا کہ چاہو تو وضو کرو اور چاہو تو نہ کرو۔ اگر وضو مستحب نہ ہوتا تو آپ وضو کی اجازت ہی نہ دیتے۔ اس لیے کہ اس میں اسراف اور بے فائدہ پانی کا ضیاع ہے۔

اگر کھانے کے بعد وضو کو مستحب بھی مان لیا جائے تو یہ صفائی اور نظافت کے ساتھ ایک کار ثواب بھی ہوگا۔ اس کا اہتمام کر کے یہ دونوں مقاصد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

اس بحث کا تعلق اس سے ہے کہ کھانے کے بعد نماز کے لیے نیا وضو ہوگا یا نہیں؟ اس سے ہٹ کر جہاں تک کلی کرنے یا منہ صاف کرنے کا تعلق ہے اس کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اسوۂ حسنہ سے ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ استعمال کرنے کے بعد پانی طلب فرمایا، کلی کی اور ارشاد فرمایا۔ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے[2] (اس لیے منہ کی صفائی ہونی چاہیے۔)

موطا کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے روٹی اور گوشت کھایا، پھر کلی کی، دونوں ہاتھ دھوئے اور انہیں اپنے چہرے پر پھیر لیا[3]

اس سے کھانے کے بعد صفائی کے اہتمام کا اندازہ ہوتا ہے، اس لیے کہ جب تک ہاتھ پوری طرح صاف نہ ہوں کوئی صاحب ذوق انہیں چہرے پر پھیر نہیں سکتا۔

ایسی غذا کے استعمال کے بعد بھی کلی کا ثبوت ہے جس میں چکنائی نہیں ہوتی۔ حضرت سوید بن نعمان، خیبر کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد صحابہؓ سے فرمایا کہ اپنے پاس جو توشہ ہو لے آئیں۔ اس

---

[1] منتقی الاخبار مع شرح نیل الاوطار: ۱/۲۴۶

[2] بخاری، کتاب الوضوء، باب هل یمضمض من اللبن۔ مسلم، کتاب الحیض، باب الوضوء مما مست النار۔

[3] موطا امام مالک، کتاب الطہارۃ، باب ترک الوضوء مما مست النار۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وقت صرف ستو ہی تھا وہی لایا گیا۔ اسے بھگویا گیا تو آپ نے وہی تناول فرمایا اور ہم نے بھی وہی کھایا۔ پھر آپ مغرب کی نماز کے لیے تیار ہوئے۔ آپ نے کلی کی تو ہم نے بھی کلی کی اس کے بعد نماز پڑھی۔ وضو نہیں فرمایا۔

امام نووی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے ذیل میں جس میں دودھ کے استعمال کے بعد کلی کا ذکر ہے، فرماتے ہیں۔

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ دودھ استعمال کرنے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ دودھ کے علاوہ اور ماکولات ومشروبات کا بھی یہی حکم ہے۔ ان میں بھی کلی کرنا مستحب ہے تاکہ منہ میں غذا کے ریزے نہ رہ جائیں اور نماز میں انہیں نگلنا نہ پڑے اور منہ صاف رہے۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہیں؟ بظاہر کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا مستحب ہے اِلّا یہ کہ یہ یقین ہو کہ ہاتھ پاک ہے اور کوئی میل کچیل اس پر نہیں ہے۔ کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھونا مستحب ہے۔ ہاں اگر ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو، جیسے کھانا خشک ہو اور ہاتھ کو نہ لگے تو اس کا حکم مختلف ہوگا۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ کھانے کے لیے ہاتھ دھونا اس وقت مستحب ہوگا جب کہ کھانے سے پہلے ہاتھ پر گندگی یا کھانے کے بعد بو محسوس ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ دھونے یا نہ دھونے کا تعلق اس بات سے ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ پاک صاف ہے یا نہیں اور کھانے کے بعد اس کے اثرات باقی ہیں یا نہیں؛ صفائی ہر حال میں مستحب ہے کھانے سے پہلے بھی اور کھانے کے بعد بھی۔

(بقیہ ص۶۲ سے)

آپ کے ماہنامہ الاسلام کی خصوصی اشاعت اولاد ونسل نمبر کے تبصرہ کے وقت تعارف کرایا تھا کہ برطانیہ میں جتنی بھی انجمنیں، تنظیمیں اور ادارے ہیں اور جو خدمات انجام دے رہے ہیں، ماشاء اللہ حضرت باوا صاحب کی خدمات ان سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں کہ وہ دینی خدمات میں اپنی جان و مال دونوں لگاتے ہیں۔ اولاد ونسل نمبر کے علاوہ آپ کی کتب مکتوب (مولانا سعید احمد خان صاحب مدظلہ)، ملفوظات وارشادات، فضائل دعوت وتبلیغ، فضائل ایمان و یقین اور موجودہ الاستفتاء کی دو کتابیں قابل ذکر ہے۔ آپ کی کتب کے مضامین نہایت معنیٰ خیز، عام فہم اور بہترین ترتیب کے ہوتے ہیں کہ جب تک ختم نہ ہوں، چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ اللہ پاک نے آپ کو دینی خدمات کا ایک عظیم جذبہ اور ولولہ عطا فرمایا ہے کہ زر کثیر خرچ کرکے وہاں کی گندی جانوری اور لعنتی تہذیب وتمدن کا دن رات مشاہدہ کرکے اس کی روشنی میں مضامین پیش کر رہے ہیں۔ آپ کے کئی مضامین ماہنامہ الحق میں چھپ چکے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں آپ نے اکتالیس سوالوں کے مفصل ومدلل جوابات تحریر فرمائے ہیں جو علمی لحاظ سے نہایت قیمتی ہیں اور عالم وغیر عالم کے لیے یکساں مفید ثابت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر وحیات اور خدمت و فیض میں خوب برکت عطا فرما دے آمین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مچھروں سے مکمل نجات حاصل کیجیے

ویپ

اسکیٹو میٹ

ALSO APPROVED IN AMERICA BY U.S. ENVIRONMENTAL PROTECTION AGENCY WASHINGTON D.C.

جاپان کی وزارت صحت سے منظور شدہ

© rasailojaraid.com